سوال

(230) سجدہ جاتے ہوئے پہلے ہاتھ رکھنے کی حدیث پر کیا کیا قدحین اور جرحین کی گی ہیں ؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سجدہ جاتے ہوئے پہلے ہاتھ رکھنے کی حدیث پر کیا کیا قدحین اور جرحین کی گی ہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

پہلی جرح : یہ حدیث غریب ہے (یعنی : ایک ہی سند سے مروی ہے) ترمذی فرماتے ہیں : ''غریب لانعرفہ من حدیث ابی الزناد الا من ہذا الوجہ،،.

امام بخاری فرماتے ہیں : ''ان محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی لایتابع علیہ، وقال : لاأدری أسمع من ابی الزناد أم لا ؟.

ج : یہ جرح جرح نہیں ، نہ مضر ہے۔ اس لیے کہ محمد بن عبداللہ بن حسن ثقہ ہیں (تقریب التہذیب ص : 487) ۔ خلاصہ کتاب الاعتبار ص :44) میں ہے : ''ثقۃ النسائی،، (تہذیب الکمال فی اسماء الرجال 25/466 ، تہذیب التہذیب 6/225) پس یہ غرابت اور عدم متابعت مضر نہیں رہا۔ امام بخاری کا یہ فرمانا کہ معلوم نہیں ، انہوں نے ابی الزناد سے سنا ہے یا نہیں !؟ یہ بھی کچھ مضر نہیں کیونکہ امام بخاری نے اپنا عدم علم بیان کیا ، اور عدم علم سے عدم شئی لازم نہیں ۔ پس اس سے سماعت کی نفی نہیں ہو سکتی ۔ اگرچہ یہاں روایت بلفظ ''عن،، وارد ہے ۔ اس لیے کہ مدلس کا عنعنہ مضر ہوتا ہے اور محمد بن عبداللہ مدلس نہیں ۔

دوسری جرح : ''قال الدارقطنی : تفرد بہ الدراوری عن محمد بن عبداللہ المذکور،، (سنن الدارقطنی 1/346) یعنی : ''اس حدیث کی سند میں الدراوردی محمد بن عبداللہ سے روایت کرنے میں منفرد ہیں،، اور ان کی نسبت خلاصہ کتاب الاعتبار میں ہے : ''ثقۃ کثیر الحدیث یغلط قونہ البخاری بأخر،،. (تہذیب الکمال 18/187-194 ، وقال فیہ الحافظ ابن حجر العسقلانی : صدوق کان یحدث من کتب غیرہ فیخطئ ، قال النسائی : حدیثہ عن عبداللہ العمری منکر ، ووثقۃ أیضا مالک یحی ابن معین ، ولم اجد ہذا فی کتاب الاعتبار للحازمی – التقریب ص : 358،)

ج : قال المنذری فیما قال الدارقطنی فیہ نظر ، فقد روی نحوہ عبداللہ بن نافع عن محمد بن عبداللہ ، وأخرجہ ابوداؤد والنسائی والترمذی من حدیثیہ ،، (سنن الدارقطنی 1 346) ، یعنی : ''دارقطنی کے اس قول میں (کہ اس کو صرف دراوردی نے محمد بن عبداللہ سے یہ روایت کیا ہے) نظر ہے ، اس لیے دراوردی کے علاوہ اس حدیث کو محمد بن عبداللہ سے نافع نے بھی روایت کی ہے ، اور اس کو ابوداؤد ، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے (چنانچہ راقم الحروف نے ابوداؤد کی روایت بھی نقل کر دی ہے) ۔

تیسری جرح : من حیث المعنی ہے، وہ یہ ہے ''قال التوربشتی : کیف نہی عن بروک البعیر ثم أمر بوضع الیدین قبل الرکبتین ؟ . والبعیر یضع قبل الرجلین !'' یعنی : ''پہلے اونٹ کے بیٹھک سے منع کیا، اورپھر حکم دیا کہ پہلے ہاتھ رکھنا چاہیے۔ حالاں کہ اونٹ بیٹھنے میں پہلے ہاتھ رکھتا ہے،، اسی کے قریب وہ جرح ہے، جسے بعض لوگوں نے یہ تعبیر کیا ہے کہ اول حدیث آخر کے متناقض ہے۔ یا بعض لوگوں نے کہا کہ اس حدیث میں انقلاب ہے۔ اصل میں یوں تھا : ولیضع قبل یدیہ (زادالمعاد1 217).

ج : ملاعلی قاری حنفی اس کے جواب میں فرماتے ہیں : ''والجواب أن الرکبتین من الانسان فی الرجلین ، ومن ذوات الأربع فی الیدین ،، (مرقاۃالمفاتیح 2 325، مرعاۃالمفاتیح 3 217)، یعنی : ''اس کا جواب یہ ہے کہ کہ انسان کے پاؤں میں گھٹنا ہوتا ہے اورچادپایوں کے ہاتھ میں،، ۔ خلاصہ یہ کہ انسان کے ہاتھ میں جس ''مفصل،،کو''رفق،،کہتے ہیں، اسی ''مفصل،، کوچارپایوں میں ''رکبہ،،کہتے ہیں۔ پس معنی درست اورٹھیک ہوگیا کہ جس طرح اونٹ بیٹھنے میں اپنا گھٹنا پہلے رکھتا ہے (جواس کے ہاتھ میں ہوتا ہے) ایسا تم مت کرو، بلکہ تم بجائے گھٹنا پہلے رکھنے کے پہلے ہاتھوں کو رکھو۔

اوریہ قول ملاعلی قاری کا نہایت درست وصحیح ہے کہ (چارپایوں کے اگلے پاؤں میں گھٹنے ہوتے ہیں) اس کی سند میں صحیح بخاری کی وہ حدیث ہے، جو ہجرت سے تعلق رکھتی ہے۔ جس میں سراقہ بن مالک کا قول منقول ہے : ''ساخت یدافرسی فی الأرض حتی بلغتا الرکبتین ،، (بخاری مع الفتح کتاب مناقب الانصار باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وأصحابہ الی المدینۃ (7/38(3506)

یعنی : ''جب میں آں حضرت ﷺ کے تعاقب میں چلااور آپ ﷺ کے قریب ہوگیا ، تو آپ ﷺ نے بدعا کی ، اس سے میرے گھوڑے کے اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے ۔ یہاں تک کہ گھٹنوں تک پہنچ گئے،، ۔

قال فی عون المعبود(3/249) : ''قلت : إن القول بأن الرکبۃ من ذوات الأربع فی الیدین ، یدل علی صحۃ قول سراقۃ بن مالک : ساخت یدافرسی حتی بلغتا الرکبتین فی حدیث الہجرۃ ، رواہ البخاری ،، یہیں سے اس کا جواب بھی ہوگیا، جوعلامہ ابن قیم نے ''زادالمعاد،،(1 215) میں لکھا ہے کہ کلام سمجھ میں نہیں آتا اورلغت کے خلاف ہے۔ قال فی العون (3/249) : ومن ہہنا ظہر أن القول بأن الرکبۃ فی ذاوات الأربع فی الیدین ، لیس کلاما لایعقل ، ولایعرفہ أہل اللغۃ ، کما قال العلامۃ ابن القیم فی زادالمعاد(1/225).

انقلاب روایت کاجواب بھی اسی سے ہوگیا کیوں کہ قائلین انقلاب محض عدم تدبر سے انقلاب کے قائل ہوتے تھے ۔ اگرتدبرکیے ہوئے تو معنی درست ان کی سمجھ میں آجاتا تو انقلاب یاتناقض نہ فرماتے،، ۔

اگریہ کہا جائے کہ انقلاب کی تائیداس روایت سے ہوتی ہے جوابن ابی شیبہ میں مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں : ''عن محمد بن فضیل عن عبداللہ سعید عن جدہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : إذا سجد أحدکم فلیبدأ برکبتیہ قبل یدیہ ولایبرک بروک الفحل ،، (مصنف ابن ابی شیبۃ 1/263 ، السنن الکبری للبیقی 2/100) اسی سند سے اس کوابن ابی داوٗد روایت کرتے ہیں۔

ج : اس کا یہ ہے کہ ان دونوں روایتوں میں عبداللہ بن سعید ہیں، جن کی نسبت حاکم جیسے متساہل ''ذاہب الحدیث،، (تہذیب الکمال 15/33 تہذیب التہذیب 5/209)، امام احمد نے ''منکرالحدیث،، ابوزرعہ نے ''ضعیف الحدیث لایوقف منہ علی شئی (الجرح التعدیل 5/71) ، اوریحیی بن معین نے ''لایکتب حدیثہ ، لیس بشئی ،، (تہذیب الکمال 15/33)، لکھا ہے) : جوذرا قابل اعتبار نہیں ہے کہ اس سے انقلاب ثابت ہو۔

چوتھی جرح : اس روایت میں اضطراب ہے۔

ج : جرح بھی قابل التفات نہیں ،جرح کرنے والے صاحب نے تدبر سے کام نہیں لیا، کیوں کہ محدثین کی اصطلاح میں جواضطراب کی تعریف کی ہے اسے دیکھنا چاہیے کہ وہ معنی یہاں پائے جاتے ہیں یا نہیں ؟ رہا یہ کہنا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دونوں روایتیں آئی ہیں ، غلط ہے۔ کیونکہ بسند صحیح حضرت ابوہریرہ سے سجدہ جاتے ہوئے گھٹنے رکھنے کی روایت نہیں آئی ہے کہ اضطراب ثابت ہو۔

اسی طرح مدرج کہنا بھی عدم تدبر پر مبنی ہے، کیونکہ کہ مجرد احتمال سے جو شئی بلا دلیل ہو۔ یا محض کسی راوی کے مختصر روایت کرنے سے کسی جملہ کا مدرج ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔ اس پر مجھے ایک قصہ یاد آیا، پٹنہ عظیم آباد میں ایک شوق نیموی صاحب حنفیوں کی تائید میں اٹھے تھے، علاوہ چھوٹے چھوٹے رسالے آپ نے ایک بڑی کتاب آثار السنن بھی لکھنا شروع کی تھی، آپ کو صحیحین کی حدیثوں کے رد کرنے کا یہی اضطراب وادراج مل گیا تھا، جس حدیث کو دیکھنا حنفی مذہب کے خلاف ہے، اس کے مختلف الفاظ کو دیکھ کر کہہ کہ یہ حدیث مضطرب ہے، یا یہ جملہ مدرج ہے۔

تیسری بحث: بعض لوگوں نے اس حدیث کی نسبت لکھا کہ: یہ حدیث ابن خزیمہ کی حدیث سے منسوخ ہے: ''عن مصعب بن سعد بن أبي وقاص عن ابيه قال: کنا نضع الیدین قبل الرکبتین، فأمرنا أن نضع الرکبتین قبل الیدین،، (الاعتبار للحازمی 1/328).

ج: علامہ حازمی نے کتاب ''ناسخ منسوخ،، میں تحریر فرمایا ہے کہ: اس کے سند میں مقال ہے (صحیح ابن خزیمہ (628)1 319، سنن الکبری للبیہقی 2 100)، حافظ ابن حجر فتح الباری (2 219) میں تحریر فرماتے ہیں: ''لو صح لکان قاطعا للنزاع، لکنہ من افراد ابراہیم بن اسماعیل بن یحیی بن سلمة بن کہیل عن أبیہ، ہما ضعیفان،، یعنی: ''اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو قاطع نزاع ہوجاتی، لیکن اس کی سند میں ابراہیم بن اسماعیل بن یحیی بن سلمہ اور ان کے باپ منفرد ہیں، اور وہ دونوں ضعیف ہیں،،۔

اگر کوئی کہے کہ حدیث ابوہریرہ وابن عمر کی وائل بن حجر والی حدیث سے منسوخ ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ: نسخ کے لیے شرط یہ ہے کہ ناسخ اور منسوخ دونوں ایک درجہ کے ہوں، اور ناسخ کا متاخر ہونا متعین ہو، اور یہاں دونوں شرطیں مفقود ہیں:

اولا: تو یہ ہے کہ دونوں ایک درجہ کی نہیں۔ وائل بن حجر کی حدیث مرجوح ہے۔ اور ان کی جرحین غیر مدفوع ہیں جیسا کہ ابھی آتا ہے۔

ثانیا: تاریخ معلوم نہیں۔

چوتھی بحث: کیا حضرت ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمر کی حدیث (جس میں سجدہ جاتے ہوئے پہلے ہاتھوں کے رکھنے کا حکم ہے اور ابن عمر کا فعل ہے اور وہ آں حضرت ﷺ کا فعل بیان کرتے ہیں) سلف میں معمول بہ تھی، اور اس کے لوگ قائل وعامل تھے یا نہیں؟۔

ج: اس حدیث کے ساتھ معمول ہونا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل (جو سنت کی پابندی میں سخت متشدد تھے) صحیح بخاری سے مذکور ہوچکا اور ابن خزیمہ کی روایت سے یہ بھی مذکور ہوچکا کہ عبداللہ بن عمر نے ایسا کرتے ہوئے آں حضرت ﷺ کو دیکھا تھا۔ امام اوزاعی کہتے ہیں: ''أدرکت الناس یضعون أیدیہم قبل رکبہم،، (عون المعبود 3 50)، یعنی: ''میں نے تمام لوگوں کو ایسے ہی پایا کہ لوگ پہلے سجدہ جاتے ہوئے ہاتھ ہی رکھتے تھے،،۔ ابوبکر بن داؤد کہتے ہیں: ''ہو قول أصحاب الحدیث،، (تذکرۃ الحفاظ 1 23، تحفۃ الاحوذی 2 31) یعنی: ''یہی اہل حدیثوں کا قول ہے،،۔ اگرچہ علامہ ابن اقیم نے ''بعض،، کی قید لگائی ہے تاکہ امام شافعی وغیرہ کو مستثنی کریں۔

عون المعبود (3 50) میں ہے: ''وحدیث أبي ہریرة یدل علی سنیة وضع الیدین قبل الرکبتین، وإلیہ ذہب والازاعی ومالک بن انس وابن حزم فی روایة، وقال ابوبکر بن أبي داوٗد: ہذہ سنة تفرد بہا اہل المدینة ولہم فیہا سندا،، یعنی ابوہریرہ کی یہ حدیث: قبل گھٹنے کے، ہاتھوں کا رکھنا مسنون ہے۔ اس پر دلالت کرتی ہے، اور اسی طرف گئے ہیں اوزاعی، مالک بن انس اور ابن حزم ایک روایت میں، ابن ابی داؤد کہتے ہیں: اہل مدینہ اس سنت کے منفرد ہیں، اس کے لیے ان کے پاس دو سندیں ہیں،، (ایک ابوہریرہ کی اور ابن عمر کی)۔

پانچویں بحث: کیا جو جرحین وائل بن حجر کی حدیث پر ہیں وہ مرفوع ہیں، جس میں ہاتھوت کے پہلے گھٹنے رکھنے کا ذکر ہے۔ ''قال الترمذی: لا نعرف أحدا رواہ غیر شریک، وذکر أن ہماما رواہ عن عاصم مرسلا، ولم یذکر وائل بن حجر رضی اللہ عنہ،، (سنن الترمذی (768)2 57)، وقال النسائی: ''لم یقل ہذا عن شریک غیر یزید بن ہارون،،. (السنن الکبری للنسائی 2478)

یعنی: ''ترمذی کہتے ہیں: شریک کے سوا مجھے معلوم نہیں کہ دوسرے نے روایت کی ہو، ہاں ہمام نے البتہ عاصم سے مرسل روایت کی ہے، اور صحابی کو چھوڑ دیا ہے،،۔ امام نسائی

کہتے ہیں : ''شریک سے یزید کے سوا دوسرے سے نہیں روایت کی ہے ،، ۔ اور شریک کی نسبت کتب رجال میں ہے : ''لیس بالقوی فیما ینفرد بہ ،، قال البیھقی : ''ہذا حدیث یعد أفرد شریک القاضی ، وإنما تابعہ ہمام مرسلا ، ہکذا ذکرہ البخاری وغیرہ من الحفاظ المتقدمین ، قال فی عون المعبود : وشریک ہذا ہوابن عبداللہ النخعی القاضی ، وفیہ مقال ، وقد اخرج لہ مسلم فی المتابعۃ ،، (عون المعبود 3 48) ، خلاصہ یہ ہے کہ شریک اس روایت کے ساتھ منفرد ہیں ان کی روایت متابعت کے ساتھ قابل اعتبار ہے اوران کا مرفوع روایت میں کوئی تابع نہیں ۔ پس مرفوع روایت غیر معتبر ہے ۔

اگر کوئی کہے کہ خطابی نے اس حدیث اس وجہ سے ارجح کہا تھا کہ شاہد انس (معالم السنن 1 525) کی حدیث موجود ہے ۔ اگر شریک کا کوئی متابع نہیں ۔

ج : حضرت انس کی روایت میں علاء بن اسماعیل متفرد ہیں اور مجہول ہیں (1) پس یہ شہادت کالعدم ۔ حاکم فرماتے ہیں ''ہو منکر ،، باوجود اس کے حاکم کا یہ فرمانا : ''ہو علی شرطھما ولاأعلم لہ علۃ ،، (2) بالکل تساہل ہے ۔

علامہ ابن القیم نے بایں ہمہ وائل بن حجر کی حدیث کوراجح قرار دیا اوراس کی دس وجہیں بیان فرمائیں (زاد المعاد 1 229 230) ، ہم ضروری خیال کرتے ہیں کہ انہیں نقل کرکے ان کی تنقیح کردیں ۔ اگرچہ امام شوکانی نے اکثر وجہوں کا جواب دے کر بعض کو اہل علم کے حوالہ کیا ہے ۔

''لأنہ أثبت من حدیث أبی ہریرۃ ، قالہ الخطابی وغیرہ ،، (4) ''یعنی : ''خطابی وغیرہ نے چوں کہ اثبت کہا ، اس لیے راجح ہے ،، ۔

ج : خطابی کے اثبت وارجح کہنے کی وجہ علاء ابن اسماعیل کی روایت تھی جس کو شاہد قرار دیا تھا ، اس کا حال واضح ہوچکا ۔

(2) حدیث ابوہریرہ مضطرب المتن ہے ۔

ج : اس کا مفصل جواب ہوچکا ۔

(1) ماتقدم من تعلیل البخاری والدارقطنی وغیرہما امام دارقطنی وبخاری نے معلل بتایا ہے ۔

ج : امام بخاری ودارقطنی وغیرہ کی تعلیل کا جواب مفصلاً گذرا ۔

ج : إنہ علی تقدیر ثبوتہ ، قد ادعی فیہ جماعۃ من أہل العلم النسخ ایک جماعت نے اسے منسوخ قرار دیا گیا ہے ۔

ج : نہ تو مجرد دعوی مسموع ہوتا ہے نہ وجہ ترجیح ہوسکتا ہے ، اور نہ وائل بن حجر کی روایت کے منسوخ ہونے کا بھی دعویٰ کیا گیا ہے ۔

(5) انہ الموافق لنہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من البروک کبروک الجمل فی الصلاۃ یعنی : ، وائل بن حجر کی حدیث بروک جمل کے نہی کے موافق ہے ، جس میں حکم ہے وہ کسی طرح ''نہی عن بروک الجمل ،، کے مخالف نہیں کما وضحنا مفصلا ۔

(5) وائل بن حجر کی حدیث عمر بن خطاب ، عبداللہ بن عمر ، عبداللہ ابن مسعود وغیرہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی حدیث کی ترجیح کے چند وجوہ بیان فرمائی ہیں ۔

(1) حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں امر وحکم وقول ہے ۔ اور وائل بن حجر کی حدیث میں حکایت فعل ہے اور وقول فعل پر راجح ہے ، کیونکہ اصول مقرر ہوچکا ہے کہ آپ ﷺ کے قول کا معارض خاص نہیں ہوسکتا ۔

(2) حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں نہی ہے جو محل نظر ہے ۔ یہ خود ایک مرجح مستقبل ہے ۔ بخلاف وائل کی حدیث کے کہ اس میں حکایت محفل ہ ے ۔

یہ مضمون طوئل ہوگیا ، نیل الاوطار ، زادالمعاد ، صحیح البخاری ، فتح الباری ، دارقطنی ، عون المعبود ، تحفۃ الاحوزی اور خلاصہ کتاب الاعتبار وغیرہ سے اخذ کیا گیا ہے ، ناظرین توجہ سے پڑھیں ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

عبدالسلام مبارکپوری (جریدہ اہل حدیث امرتسر ، 7 ربیع الاول 1334ھ 14 جنوری 1915ء) ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 336

محدث فتویٰ